بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

۱۳ جولائی کو صبح صبح اسلام آباد سے ٹیلیفون آیا کہ عراقی سفیر جناب سید ظفر گیلانی بات کرنا چاہتے ہیں معلوم ہوا کہ ۱۷ جولائی کو عراق کے قومی دن کی تقریبات کے سلسلہ میں عراقی حکومت کا دعوت نامہ آیا ہے۔

میں نے رمضان المبارک کی آمد آمد کی بنا پر معذرت چاہی کہ اللہ کی توفیق سے اس کی راتوں کو خود قرآن مجید سناتا ہوں لیکن جناب سید کے اصرار پر دو روزہ دورہ کے لیے تیار ہو گیا۔

۱۶ جولائی کو اپنی جامع میں دو روز تراویح پڑھا کر لاہور سے بذریعہ پی آئی اے اور کراچی سے بذریعہ عراق ایرویز بغداد کے لیے روانہ ہوا۔

اس سے پیشتر دو دفعہ مجھے عراق جانے کا موقعہ مل چکا تھا اور بغداد کے گلی کوچوں سے میں اچھی طرح آشنا تھا کہ بغداد سے بچپنے ہی سے مجھے دلچسپی رہی تھی کہ وہ شہر تھا جسے دار السلام، اور علم کا گہوارہ ہونے کا شرف حاصل تھا اور جس کی سرزمین اپنے اندر اسلامی عظمتوں کا بے شمار سرمایہ چھپائے ہوئے تھی، اور اسی بغداد نے امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ، امام غزالیؒ ایسی برگزیدہ اور جلیل القدر ہستیوں کی عظمت و جلالت علمی اور عقوبتوں سے لے کر قبولیتوں کے انتہا و عروج کو بھی دیکھا تھا اور یہی وہ بستی تھی کہ محدثین و ائمہ جن کے بارہ میں کہتے تھے کہ جس نے اس کا سفر نہیں کیا وہ علماء میں شمار ہونے کے لائق نہیں اور سرخیل محدثین امام بخاریؒ نے جس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہر شہر ہر بستی اور ہر خطۂ زمین پہ مجھے اپنے جانے اور اس کی طرف سفر کرنے کی تعداد یاد ہے مگر بغداد میں اپنے ورود کی تعداد مجھے بھی یاد نہیں۔ یعنی بغداد ایک دفعہ میں نے اپنے لڑکپن میں آج سے تقریباً اٹھارہ برس پیشتر ۱۹۶۳ء میں دیکھا جبکہ میں ہمہ شوق اور ہمہ دید کی تصویر بنا اس میں وارد ہوا اور اس کی ویران ویران گلیوں اور سادا اداس اداس بازاروں اور اجڑے ہوئے دار العلوموں اور بے رونق مسجدوں کو دیکھ کر ہمہ حرماں واپس ہوا میرے دل پہ المستنصریۃ کے کھنڈروں اور جامع الاعظمیہ اور مسجد شیخیہ (شیخ جیلانی رح کی جامع) کی نمازیوں سے خالی صفیں اور طالبعلموں سے تہی حجرے دیکھے نہ گئے اور تب مجھے افسوس ہوا کہ میں یہاں آیا ہی کیوں؟

کس لیے میں نے اپنے حسین تصورات مجروح اور اپنے جذبات کو آشفتہ کیا؟
اور پھر مدتوں میں نے ادھر کا رُخ نہیں کیا حالانکہ کئی بار عراق کی جانب سے گذر بھی ہوا۔
اور پچھلے برس جون میں یورپ سے واپسی پر ایک دفعہ پھر دل بیتاب ہوا لیکن بغداد کی جھلسا دینے والی گرمی نے یورپ کی سردی چکھ کر آئے ہوئے مسافر کو ٹکنے نہ دیا اور ہم میر کی طرح ٹک دیکھ لیا اور چل نکلے، اور اسی میں اپنی عافیت سمجھ کر رخصت ہوئے لیکن اس ٹک دیکھنے میں بھی ایک چھلتی ہوئی نظر بغداد پر پڑ ہی گئی اور خیال گذرا کہ اب وہ پہلی سی بے رونق سی نہیں رہی جو عبدالکریم قاسم کے دور کی یادگار تھی لیکن اس طرح اس کی گلیوں میں نہ گھوما جا سکا کہ پہلے جیسے کبھی گھومے تھے۔ حالانکہ اپنی کتاب البہائیہ کی خاطر میں نے کئی مقامات کو دیکھنے اور کئی جگہ جانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

اور اب کے برس اگرچہ موسم تو کچھ ایسا ہی تلخ تھا لیکن عراقی حکومت اور خصوصاً وزارتِ اوقاف کہ جس کا میں مہمان تھا اور جو عراق کی اہم اور بڑی وزارتوں میں سے ایک شمار ہوتی ہے' اس کے اہتمام اور روایتی عرب دلنواز مہمان نوازی نے بہت سے مواقع فراہم کر دیئے اور میں نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا روزہ اور سفر کی تکان نے اگرچہ نڈھال کر رکھا تھا مگر میں اس کے باوصف ہوائی اڈہ پر اترتے ہی اپنے اس ساتھی کے ساتھ جو وزارت کی طرف سے ہمیں لینے آیا ہوا تھا بقیہ دن اور کل کے پروگرام ترتیب دینے لگا۔
وزارتِ اوقاف نے بغداد کے علاقہ کاظمیہ میں واقع ایک بڑے اور مشہور ہوٹل فندق الکاظمیہ میں ہمارے ٹھہرانے کا بندوبست کر رکھا تھا جہاں دیگر ممالک کے اور علماء اور سکالر بھی ٹھہرے ہوئے تھے، اس یخ بستہ ہوٹل میں اُترتے ہی محسوس ہوا کہ سفر کی ساری تکان اور کلفت دور ہو چکی ہے۔ اور رہی سہی کلفت وزارت کے مسکراتے اور متواضع ڈائریکٹر تعلقات جناب یحییٰ اللہ حدیثی اور وزیر اوقاف کے مکتب خاص کے مدیر جناب مہدی صالح عسکرجی کی ملاقات سے دور ہو گئی میں نے جلدی جلدی غسل کیا کپڑے بدلے اور بغداد کی جھلستی اور جھلساتی ہوئی سڑکوں پر ایک مہماندار کی معیت میں روانہ ہو گیا اگرچہ گاڑی ایئرکنڈیشنڈ تھی مگر پھر بھی باہر کی حدت اور حرارت کی شدت کا اندازہ ہو رہا تھا ہماری پہلی منزل اعظمیہ کی جامع ابی حنیفہ رحمہ تھی نماز عصر کا وقت قریب تھا میں نے پہلے ظہر اور پھر جماعت کے ساتھ نماز عصر ادا کی اور اپنی حیرت اور تعجب کو نہ چھپا سکا کہ یہ وہی مسجد تھی جس میں آج سے اٹھارہ برس پیشتر ستمبر کی ایک خوشگوار شام کو مجھے نماز مغرب کی ادائیگی کا موقع ملا تھا اور تب یہاں سترہ اٹھارہ سے زیادہ نمازی نہ تھے (اور میں نے اس دور کے چٹان میں اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر بھی کیا تھا)

اور آج اس گرم موسم کی عصر کی نماز میں مسجد نمازیوں سے کھچاکھچ بھری ہوئی تھی کہ اس پہ نماز جمعہ کا گمان ہوتا تھا۔ یہ پہلا خوشگوار تاثر تھا جو اس دفعہ کے بغداد کے سفر سے پیدا ہوا۔

یہاں سے فارغ ہو کر بازار کی طرف گئے ہر طرف گہما گہمی اور رونق تھی سخت گرمی اور رمضان مبارک کے باوصف لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو سڑکوں پہ رواں دواں تھا، میں نے وہاں ایک نئی چیز دیکھی کہ پورے بغداد کی ہیئت تبدیل ہو چکی ہے ہر طرف تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے کوئی علاقہ ایسا نہیں جس میں نئی نئی عمارات نہ بن رہی ہوں خوبصورت اور اونچی اونچی عمارات جا بجا مساجد کی تزئین و آرائش کا کام بھی جاری تھا سوق عباسیہ یعنی قدیم طرز کا محراب دار چھتا ہوا بازار از سر نو تعمیر ہو چکا تھا اور قسما قسم کی چیزوں سے بھرا پڑا شائقین کو خریداری پہ انگیخت کر رہا تھا یہاں سے ہوتے ہوئے قدیم مدرسہ المستنصریہ کے آثار کو دیکھتے ہوئے ہم سوق التنبیہ پہنچے یہ بازار کتابوں کی دکانوں کے لیے مشہور ہے قرآن و حدیث فقہ و قانون اور ادب و بلاغت سے لیکر تاریخ و قصص تک ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتاب اس بازار کے مکتبوں سے مل جاتی ہے میں نے کچھ کتابیں خریدنی تھیں لیکن وقت کی کمی کے باعث ایسا نہ کر سکا۔ افطاری سے پہلے پہلے ہم کاظمین سے ہوتے ہوئے اپنے ہوٹل پہنچ گئے ہوٹل کے وسیع و عریض ڈائننگ روم میں وزارت اوقاف کے مہمانوں کے لیے ایک الگ گوشہ مخصوص تھا اور جاپان، انگلستان، تھائی لینڈ، یونان اور ترکی کے علماء و دانشور مہمان آکر کرسیوں پہ بیٹھ چکے تھے میں بھی جلدی سے تجدید وضو کر کے آن بیٹھا اور دیکھا کہ ہوٹل کے بیروں کے ساتھ ساتھ وزارت کے آفیسرز بھی مہمانوں کے لیے کھانا وغیرہ لگانے میں مشغول و مصروف ہیں۔ اس قسم کی میزبانی کا تجربہ پہلی مرتبہ ہوا کہ خود بڑے بڑے آفیسر بھی بیروں کی طرح مہمانوں کی تواضع میں منہمک ہوں، افطار کے بعد ہوٹل ہی میں کنار دجلہ با جماعت نماز ادا کی اور پھر تمام وفود اپنے اپنے پروگراموں پہ نکل گئے۔ میری بڑی خواہش یہی تھی کہ وقت کو غنیمت جان کر پورے بغداد پر ایک نگاہ ڈال لوں چنانچہ آفیسر مہمانداری کو بلا کر اپنے پروگرام سے آگاہ کیا کہ میں صرف کل دن تک کے لیے ہی بغداد ٹھہر سکتا ہوں اس لیے میری خواہش ہے کہ آرام وغیرہ کی پرواہ کیے بغیر پورا وقت بھرپور طور پہ گذر جائے۔ پہلے تو انھوں نے اس قدر جلد واپسی پر تعجب کا اظہار کیا پھر کچھ اور دن گذارنے پر اصرار آخر کار میرے شکریے اور معذرت پر پروگرام کے متعلق ایک ساتھی کو ہدایات دیں اور ساتھ ہی

جناب وزیر اوقاف کو بھی میرے جلد واپس ہونے کی خبر کر دی، وزارت اوقاف وامور مذہبی کے نوجوان مستعد سربراہ جناب السید نوری فیصل شاھر نے فوراً ہی اپنی مصروفیات سے میرے لیے وقت نکال کر پیسے جمعہ کے روز دو روز دوسرے ان کی ملاقات طے تھی اور رات نماز عشاء کے بعد مقامی وقت کے مطابق دس بجے مجھے اپنی ملاقات کے لیے وزارت کے مرکزی دفتر میں بلا لیا تب تک کے لیے میں اپنے گائیڈ کے ساتھ مسجد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جانے اور وہاں سے شارع ابی نواس تک ہو آنے اور رات کے وقت بغداد کی سڑکوں پر ایک طائرانہ نظر ڈال آنے کا پروگرام ترتیب دے لیا چنانچہ کاظمیہ سے روانہ ہو کر جسر الائمہ عبور کر کے ہم اعظمیہ ہوتے ہوئے شارع الرشید کا چکر لگا کر شیخیہ پہنچے اور نماز عشاء مسجد شیخ میں ادا کی آمین کی گونج سے مسجد کے مینار تک گنگنا اٹھے باہر مسجد کا کھلا اور فراخ صحن نمازیوں سے اٹا پڑا تھا مسجد میں نمازیوں کی پُر زور آمین اور رفع یدین سے ایک خوشگوار حیرت ہوئی شیخ جیلانیؒ کے مسلک کا تو پہلے ہی علم تھا لیکن ان کی مسجد میں سنت کے اس تعامل پر بڑی مسرت ہوئی نماز عشاء کے بعد تراویح کا سلسلہ شروع ہوا اور ہم نماز سے فارغ ہو کر باہر آ گئے شیخیہ کے چوک میں ایک پیدل چکر لگا کر پھر شارع رشید سے ہوتے ہوئے بغداد کی سب سے خوبصورت پُر رونق اور سر بفلک عمارتوں والی شاہراہ شارع ابونواس پر آ نکلے۔ شارع ابونواس دجلہ کے کنارے کئی میل تک میں ہوٹلوں، قہوہ خانوں اور سیر گاہوں کا ایک سلسلہ اپنے جلو میں لیے ہوئے ہے اس کی پشت پر واقع سڑک بھی ہوٹلوں کی وجہ سے مشہور ہے یہاں آ کر واقعی عباسیوں کا بغداد نگاہوں کے سامنے گھوم گیا اور ان کا تاریخ میں محفوظ وہی بغداد وہی دجلہ وہی نار و رباب وہی سیر گاہیں اور خوبصورت عمارتیں اور وہی رنگ و نور کا سیلاب۔

لیکن جلد ہی یہاں سے پلٹنا پڑا کہ جناب وزیر سے ملاقات کا وقت ہو چکا تھا چنانچہ وہاں سے پلٹ کر ایک بلند و بالا اور پر شکوہ عمارت کے سامنے گاڑی رُکی معلوم ہوا کہ یہی وزارت اوقاف مرکزی سیکرٹریٹ ہے، یہاں سب سے پہلے سید خیر اللہ حدیثی ڈائرکٹر تعلقات عامہ سے ملاقات ہوئی پھر سید مہدی صالح شکرجی سے اور ابھی ان کے آفس میں بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ جناب وزیر کا بلاوا آ گیا۔

ایک انتہائی آراستہ خوبصورت اور کشادہ کمرہ کے باہر وزیر اوقاف کی تختی لگی ہوئی تھی اندر داخل ہوئے تو ایک خوبصورت میانہ قامت کے جوان رعنا سے ملاقات ہوئی پتہ چلا کہ یہی سید نوری فیصل شاھر وزیر اوقاف و مذہبی امور ہیں۔ کمرہ میں ٹی وی، ریڈیو اور پریس کے نمائندگان بھی موجود تھے۔

علیک سلیک کے بعد گفتگو کے آغاز میں ہی جناب وزیر نے اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ پاکستان اور عراق میں کافی قرب پیدا ہو چکا اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے انہوں نے پاکستان اور پاکستانی عوام سے اپنی اور اپنی حکومت کی محبت اور تعلق کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کو درپیش مسائل پر بھی اپنی ہمدردی ظاہر کی اور کھل کر افغانستان اور ایٹمی توانائی کے حصول کے مسئلہ پر پاکستانی موقف کی تائید کی نیز اس بات پر بھی زور دیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کو اور فروغ ملنا چاہیے نیز آپس میں زیادہ وسیع پیمانے پر وفود کے تبادلے ہونے چاہئیں تاکہ دونوں ملکوں اور انکے عوام کے درمیان روابط میں پختگی اور مضبوطی پیدا ہو انہوں نے پاکستان کی طرف سے عرب مسائل پر مسلسل تائید و حمایت کے لیے اپنی ممنونیت کا اظہار کیا اور ساتھ ہی پیغام دیا کہ عراق بھی اس سلسلہ میں پاکستان کی تائید و حمایت میں پیچھے نہیں رہے گا۔

گفتگو کا آغاز اس خوبصورت اور خوشگوار انداز میں ہو تو ظاہر ہے ذہنوں اور دلوں میں خوشی کے چراغ کیوں روشن نہ ہوں گے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا انہیں اس بات کی بھی بڑی خوشی تھی کہ میرے ساتھ گفتگو میں انہیں کسی ترجمان کی ضرورت نہیں پڑی اور جب میں نے انہیں اپنی عربی تصانیف پیش کیں تو ان کی خوشی دو چند ہو گئی — اسی سے سلسلہ گفتگو عربی کی تعلیم کی طرف مڑ گیا جس پر انہوں نے مجھے بتلایا کہ عراقی حکومت نے حکومت پاکستان کو پاکستان میں چار عظیم الشان خوبصورت مساجد اپنے خرچ پر تعمیر کر کے دینے کی پیشکش کی ہے نیز وہ اس کے ساتھ عربی تعلیم کے مدارس کھولنے پر بھی آمادہ و تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انکی وزارت لاکھوں کی تعداد میں خوبصورت کلام پاک کے نسخے شائع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کر چکی ہے نیز اسی وزارت نے چھیالیس ان نادر و نایاب کتب حدیث و فقہ کو بھی زیور طباعت سے آراستہ کر کے دنیا بھر کے اسلامی مکتبات اور جامعات کو تحفۃً ارسال کیا ہے جو ابھی تک دنیا میں کہیں بھی شائع نہیں ہوئی تھیں اور جو بغداد کے قدیم مکتبات میں قلمی نسخوں کے طور پر موجود تھیں۔ نیز ابھی کئی اور اسی طرح کی کتب زیر طبع ہیں۔ انہوں نے ازرہ عنایت کلام مجید کا ایک خوبصورت طلائی مرصع نسخہ اور ان کتب کا ایک سیٹ مجھے بھی تحفۃً دیا۔ میں نے اس پر ان کی اور ان کی وزارت کی تحسین کی کہ یہ ایک ایسا عمدہ کام ہے جس سے حکومت اور وزارت کی نیک نامی میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔

وزیر اوقاف نے یہ بھی بتلایا کہ ان کی حکومت پاکستانی حکومت کو اس سلسلہ میں اور دیگر ان منصوبوں میں اپنی بھرپور مدد و معاونت بہم پہنچانے کے لیے ہر طرح آمادہ و تیار ہے۔ نیز وہ پاکستا

وزیر اوقاف کو دورہ عراق کی دعوت بھی دے رہے ہیں تاکہ اس بارہ میں کوئی ٹھوس اقدام کیا جا سکے ۔

وزیر اوقاف جناب نوری فیصل شاھر نے دوران گفتگو اس امداد کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا جو ان کی وزارت کی طرف سے جاپان، تھائی لینڈ، فلپائن، امریکہ، برطانیہ اور دیگر ملکوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے مختلف کام کرنے والی تنظیموں کو دی جا رہی ہے ساتھ ہی ساتھ مسلمان اقلیتوں کے لیے اپنی اور اپنی وزارت کی مساعی کا بھی تذکرہ کیا اور کہا کہ اسی طرح ہم حکومت پاکستان کی وساطت سے پاکستان کے مدارس اور دینی اداروں کی معاونت کے لیے بھی ہر طرح سے تیار ہیں ۔

تقریباً پونے بارہ بجے تک میں ان کے پاس رہا پھر وہاں سے اپنی فرودگاہ کے لیے روانہ ہوا۔ راستہ میں دجلہ کے کنارے دیر تک کھڑا ماضی کے ان جھرونکوں سے جھانکنے میں کوشاں رہا جب اسلام کا سورج نصف النہار پہ، اور بغداد عالم اسلام کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، یہاں سے اسلامی فتوحات کے پھریرے روانہ ہوتے اور کہیں یورپیہ اقوام کے شہنشاہ اپنے سفراد کے ذریعہ خلیفۃ اسلام کے لیے اپنی نیاز مندی کا اظہار کیا کرتے تھے ۔

اور پھر یہیں سے اسلامی علوم کے سرچشمے پوری دنیا کو سیراب کرنے اور اہل عالم کی علمی تشنگی کو بجھاتے تھے اور پھر اسی دجلہ نے کتنے مناظر دیکھے عباسیوں کے عروج کو بھی دیکھا اور پھر ان کے زوال سے بھی آشنا ہوا۔ کبھی انہیں پھیلتے دیکھا اور کبھی سمٹتے ۔

اور یہیں پہ ابوحنیفہؒ کی عظمتوں احمدؒ بن حنبل کی شجاعتوں غزالی کی حکمتوں اور جنید و جیلانی و کرخی کے صوفیانہ فلسفوں اور خطیب کی تاریخی چشمکوں سے آگہی حاصل کی اور کئی شہنشاہوں، عالموں، فلسفیوں فقیروں، تاریخ دانوں اور دانشوروں کو اپنی آغوش میں لیے آج بھی اسی طرح زمانے کی کروٹوں سے بے نیاز رواں دواں ہے جیسے ہزاروں سال پہلے تھا۔

دوسرے دن پورے عراق میں چھٹی تھی اور مختلف وزارتوں نے مختلف تقاریب کا اہتمام کر رکھا تھا وزارت اوقاف کی طرف سے ایک کتب خانہ کا افتتاح اور قدیم مخطوطات کی ایک نمائش تھی پھر عراق کے نوجوان صدر جناب صدام حسین کی تقریر اور اس کے بعد دیگر پروگرام تھے ان مختلف تقاریب سے فارغ ہوئے تو پھر کئی اور لوگوں سے ملاقاتوں کا پروگرام تھا لیکن میں پھر بغداد کی سیر کے لیے نکل گیا۔ اسی سفر میں کرخ واقع وہ مکان بھی دیکھا جسے بہائیوں نے قبلہ گاہ قرار دیا تھا لیکن جسے عراق حکومت نے اپنی تحویل میں لے کر امام باڑے میں تبدیل کر دیا۔ نیز بہت سے مقامات دیکھے جن کا تفصیلی تذکرہ آئندہ کسی اشاعت میں ہوگا اور اسی طرح جمعہ کی صبح میں عراق سے واپس

پاکستان آ پہنچا۔

ہوائی اڈہ پر وزارت اوقاف کے نمائندوں نے بڑی محبت سے الوداع کیا اور میں بغداد سے خوشگوار یادیں لیے دو دن بعد وطن آ پہنچا اور خدا کی کرمی سے پھر قرآن حکیم کی منزل سنانے میں آ مصروف ہوا۔ اس بات سے سے خوشی کہ عراق حکومت بڑی تیزی سے اسلام اور عالم اسلام کی طرف اپنا رُخ پھیر چکی اور عالمی کمیونزم کے بڑے نمائندے روس سے افغانستان کے مسئلہ پر ٹکراؤ مول لے کر اسلام کی بڑی برادری سے اپنا رشتہ استوار کر چکی ہے۔

ضروری اطلاع

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطورِ اطلاع ان کے نام جانے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کر لیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ کا شمارہ، بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔"

یاد رکھیے! وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!